یا رسول اللہ

اس صدی کا مجدد کون؟

از قلم

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

ناشر

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد بادامی مسجد، گو گلی، میٹھادر، کراچی۔ فون: 2437879

اس صدی کا مجدد کون؟

از قلم

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

www.ziaetaiba.com

پیشکش

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ

نام کتاب	:	اس صدی کا مجدد کون؟
مصنف	:	مولانا نسیم احمد صدیقی نوری
ضخامت	:	24 صفحات
تعداد	:	2000
سن اشاعت	:	مارچ 2005ء

www.ziaetaiba.com

۞.......... ناشر ....۞

ضیائی دار الاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

معروضات اور عزائم

الحمد للہ علی احسانہٖ "انجمن ضیاء طیبہ" گذشتہ دو سال سے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لیے خدمت میں مصروف عمل ہے۔ انجمن کی نسبت شیخ العرب والعجم حضرت قطب مدینہ شاہ ضیاء الدین قادری مدنی قدس سرہ سے معنون ہے۔ سادہ لوح سنی بھائیوں اور بہنوں کی اعتقادی و نظریاتی راہنمائی کے لیے اہم موضوعات پر تاحال تقریباً بیس کتب شائع کرنے کا شرف سعادت حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شمسی کلینڈر (انگریزی ماہ) کے پہلے یومِ جمعہ بعد عشاء "الف مسجد" کھارادر میں حالات حاضرہ کے مطابق اہم موضوعات پر درس قرآن و احادیث کے اجتماعات بعنوان "ضیائے قرآن" منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں مقتدر علماء اہلسنّت محققانہ وناصحانہ خطاب فرماتے ہیں جب کہ اسی موقع پر بہ اعتبار موضوع ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ "انجمن ضیاء طیبہ" کے تحت سنی حاجیوں کی فکری و عملی راہنمائی کے لیے "المؤذن حج گروپ" کی خدمات ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ حاجیوں کے لیے تربیتی کورسز، سوال وجواب کی فقہی نشستوں کے انعقاد، مناسک حج و عمرہ کی ادائیگی کے لیے مسائل اور دعاؤں پر مبنی کتاب "ضیائے حج" اور حجۃ الوداع کی روداد پر مبنی کتاب "رسول اللہ ﷺ کا حج" اور دیگر درود و سلام اور وظائف پر مشتمل کتاب "ضیاء درود" (مختلف درود خصوصاً درود اکبر) "ضیاء طیبہ" (قصیدہ بردہ شریف) "الوظیفۃ

الکریمہ" (اعلیٰ حضرت اور مشائخ قادریہ کے معمولات و اوراد و وظائف) کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رسالہ ھذا "اس صدی کا مجدد کون؟" اہم موضوع پر مبنی ہے اکثر حلقوں میں یہ سوال اٹھتا ہے خصوصاً اس وقت جب بعض علماء و امراء اعلی حضرت کے لیے "مجدد مائۃ ماضیہ" کے کلمات تو استعمال کرتے ہیں، لیکن مجدد حاضرہ کی رونمائی کا اہتمام نہیں کرتے۔ اس عنوان پر مولانا نسیم احمد صدیقی نوری نے قلم اٹھایا ہے اور دعوت فکر دی ہے۔

پہلی تا پندرہ صدیوں پر محیط مجددین کی تفصیلی و تحقیقی تاریخ "ضیاء المجددین" تقریبا آٹھ جلدوں میں عنقریب شائع ہو گی، ان شاء اللہ تعالی عزوجل والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے سنی بھائیوں و بہنوں سے استدعا ہے کہ "انجمن ضیاء طیبہ" کے لیے استقامت اور روز افزوں ترقی کی دعا کیجیے۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ تمام سنیوں کا خاتمہ خیر پر فرمائے۔ آمین

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

(اعلی حضرت قدس سرہ)

www.ziaetaiba.com

سیّد اللہ رکھا
انجمن ضیاء طیبہ

مجدّد کی لغوی و اصطلاحی تعریف

"مجدّد" اسمِ فاعل، باب تفعیل (مضاعف) سے ہے، جسکا مصدر "اَلتَّجدِیدُ" ہے۔ (اَلتَّجدِیدُ، جَدَّدَ، مُجَدِّد، جَدِّدْ) جس کے لغوی معنیٰ "نیا کرنا" ہے۔ اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ دین اسلام کے حُسن کو مسخ کرنے والوں کی بیخ کُنی اور بگاڑ دور کرکے دین کو زندہ کرنا اور اپنے ہم زمانہ جماعۃ المسلمین کو صراط المستقیم پر گامزن رکھنے کی کوشش کرنا اور اپنی مساعی میں کامیاب بھی ہونا۔

"التَّجدید" کی اصل لغات عرب میں اس طرح موجود ہے۔

	مصدر	لغوی معنیٰ	جمع
۱	اَلْجَدُّ (جیم مفتوح)	دادا، نانا	اَجْدَادُ
۲	اَلْجِدُّ (جیم مکسور)	کوشش، سنجیدگی	اَلْجِدِّ (اس کا مصدر اَلْجدید ہے)
۳	اَلْجُدُّ یا اَلْجُدَّۃُ (جیم مضموم)	راستہ، طریقہ	جُدَدُ

www.ziaetaiba.com

مُجَدَّد کسے کہتے ہیں (لغت کے اعتبار سے تعریف):

(اوّل) "اَلْجَدُّ" جس کا عام معنیٰ (۱) دادا و نانا کیا جاتا ہے۔ (۲) قسمت اور نصیب کے لیے بھی مستعمل ہے، اسی سے محاورہ ہے "جُدِدْتُ یَا فُلان" اے فلاں تو خوش نصیب ہو۔ (۳) عظمت و بزرگی اور دولت و رزق کے معنوں میں

بھی مستعمل ہے قرآن مجید سورۃ جن میں ''جَدُّ'' اللہ تعالیٰ عزّو جل کے لیے بمعنی عظمت و شان استعمال ہوا ہے۔(۴) کسی شئے کا نیا ہونا(جَدُّ الشَّیء)یعنی ہر پرانی چیز کو سنوار کر نیا کر دینا، جیسے کہا جاتا ہے جَدَّ النَّخلَ(اس نے درخت کی شاخ تراشی یا پتے جھاڑے)۔

(دوم) ''اَلْجِدُّ'' (مصدر) (جیم مکسور) سے تو اس کا معنٰی ہے (۱)کوشش، سنجیدگی (۲)اجتہاد فی الامر یعنی معاملات میں اجتہاد کرنا (جَدَّ، یَجِدُّ، یَجُدُّ) (۳)جیّد یعنی صاحب عظمت ہونا، ھٰذَا الْعالِمُ جَدُّا الْعالِمِ (یہ عالم بہت عظیم چوٹی کا عالم ہے) فُلَانُ مُحسِن جِدًّا (فلاں شخص بہت زیادہ احسان کرنے والا ہے)۔

(سوم) اَلْجُدُّ یا اَلْجُدَّۃُ اس کا معنیٰ (۱) راستہ (۲) نشان(۳) طریقہ کیا جاتا ہے۔[1]

تجدید، تجدّد اور مُجدّد کے انگریزی معنیٰ:

تَجدِیدٌ	Renewal New Presentation Reform, Reorganization
تَجَدُّدٌ	Regeneration, Revival
مُجَدِّدٌ	Renewer, Reformer, Innovator

(Arabic English Dictionary, J. Milton Cowan, Spoken Language Services Newyork 1976)

1۔ لسان العرب جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۴، مختار الصحاح صفحہ ۵۴ مطبوعہ بیروت، منتہی الارب جلد اول صفحہ ۱۸۶، مطبوعہ لاہور، المنجد صفحہ ۱۳۷، معجم مفردات الفاظ القرآن صفحہ ۸۶۔

قرآن مجید میں "اَلْجَدُّ"، "جَدِیْد" اور "جُدَدٌ" کا استعمال:

مجموعی طور پر مختلف اشتقاقی شکل اور معنوں میں دس(۱۰) مقام پر قرآن مجید کی سورتوں سورۂ رعد آیت ۵، سورۂ ابراہیم آیت ۱۹، سورۂ بنی اسرائیل یا الاسرٰی آیات ۴۹ اور ۹۸، سورۂ سجدہ آیت ۱۰، سورۂ سبا آیت ۷، سورۂ فاطر آیات ۱۶ اور ۲۷، سورۂ ق آیت ۱۵ اور سورۂ جن آیت ۳ میں تین معنوں میں اس طرح استعمال ہوا ہے۔

(۱) جَدٌّ بمعنی "شان و عظمت [Greatness, Mejesty (To be Great)]

اسم مصدر ہے۔[1]

وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا O[2]

ترجمہ: اور یہ کہ ہمارے ربّ کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ۔[3]

(۲) "جَدِیْد" بمعنٰی "نیا ہونا" (جَدّ، یجِدُّ، جَدَّةً، جِدَّةً) (To be new)

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ط[4]

1۔ لغات القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۴۲۔

2۔ پ ۲۹ جن ۳۔

3۔ کنز الایمان۔

4۔ پارہ ۱۳، سورۃ رعد، آیت ۵۔

ترجمہ: اور اگر تم تعجب کرو تو اچنبھا تو ان کے اس کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر سے نئے بنیں گے۔[1]

(۳) جُدَد بمعنیٰ "راستے": (Streets, Ways)

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ[2]

ترجمہ: اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ رنگ کے اور کچھ کالے بھجنگ۔[3]

تجدّد و اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات

قرآنی آیات:

(ا) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O[4]

ترجمہ: اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔[5]

www.ziaetaiba.com

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ ۲۲، فاطر ۲۷۔

3۔ کنزالایمان۔

4۔ پ ۴ آلِ عمران آیت ۱۰۴۔

5۔ کنزلایمان۔

(۲) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ[1]

ترجمہ: تم بہتر ہو سب اُمتوں میں (سے) جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔[2]

(۳) وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

ترجمہ: اور ان میں تم بہتوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش (یعنی علماء و مشائخ) گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے، بیشک بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔[3]

"امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کون کرے؟

دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تینوں احکامات کی تفسیر میں مفسرینِ کرام کے مابین یہ اختلاف ہے کہ کیا ہر ایک پر یہ فرض عین ہے؟ کہ وہ بھلائی کی دعوت دے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے۔ ہاں البتہ فرض کفایہ اور وجوب واستحباب پر علماء اسلام کا اتفاق ہے۔

1۔ پ ۴، آل عمران آیت ۱۱۰۔
2۔ کنزالایمان۔
3۔ کنزالایمان۔

سندُ المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۶ھ/۱۲۰۸ء) فرماتے ہیں:

"ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تمام مسلمانوں پر واجب ہے مگر جب کچھ لوگ اس پر عامل ہو جاتے ہیں تو دیگر افراد سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے، اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے جہاد سے متعلق ارشادات ہیں "کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے نیز اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا۔" پس عام حکم ہے پھر جب کچھ عازم جہاد ہوئے تو باقی سے یہ فرض ساقط ہو گیا کیونکہ ضرورت پوری ہو گئی۔"[1]

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ شرعی مکلّف کے بارے میں دو قول نقل فرماتے ہیں:

"ان فی القوم من لا یقدر علی الدعوۃ ولا علی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر مثل النساء و المرضی ولعاجزین والثانی أن ھذا التکلیف مختص بالعلماء ویدل علیه و جھان الاول ان ھٰذہ الآیة مشتملہ علی الامر بثلا ثۃ اشیاء: الدعوۃ الی الخیر، والا مر بالمعروف، ولنھی عن المنکر و معلوم أن الدعوۃ الی الخیر مشروط بالعلم بالخیرو بالمعروف و بالمنکر فأن الجاھل ربما عادالی الباطل وأمر بالمنکر ونھی عن المعروف، وربما عرف الحکم فی مذھبه و جھله فی مذھب صاحبه فنھاہ عن غیر منکر، وقد یغلظ فی موضع اللین و یلین فی موضع الغلظة

1۔ تفسیر کبیر جلد ۳، صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ بیروت۔

وینکر علی من لا یزیدہ انکارہ الّا تمادیاً فثبت أن ھٰذا التکلیف متوجہ علی العلماء.[1]

"قوم میں ایسے افراد ہوتے ہیں جو دعوت الی الخیر، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر کی استعداد نہیں رکھتے، مثلاً عورت، مریض اور معذور۔ اور دوسرا (قول یہ ہے) کہ یہ کام علماء پر فرض ہے اور اس تخصیص کی دو وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ دعوتِ خیر علم خیر اور معروف و منکر کے علم کے ساتھ مشروط ہے اس لیے کہ بعض اوقات جاہل شخص باطل کی دعوت دے گا اور منکر کا حکم کرکے نیکی سے روک دے گا۔ فقہی مذاہب سے لا علمی کے سبب دوسرے کو ایسے عمل سے روکے گا جو برائی کے زمرہ میں نہ آتا ہو۔ بسا اوقات نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے مقام پر نرمی اختیار کرے گا اور کبھی اپنے انداز سے برائی کے مرتکب کو ضد پر آمادہ کرکے فائدہ کی جگہ نقصان حاصل کرے گا پس ثابت ہوا اس کارِ دشوار کو عُلماء ہی پر فرض کیا گیا ہے۔"

امام الجلیل ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۱۰ھ / ۱۳۱۰ء) لکھتے ہیں۔

"لان الامر بالمعروف ولنھی عن المنکر من فروض الکفایہ ولأ نہ لا یصلح لہ الا من علم بالمعروف و لمنکر و لکم کیف یرتب الامر فی اقامتہ"[2]

1۔ کبیر جلد ۳، صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵۔

2۔ تفسیر نسفی جلد ۱، ص ۱۷۴ مطبوعہ بیروت۔

”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فروض کفایات سے ہیں کیوں کہ کوئی اصلاح نہیں کر سکتا مگر معروف و منکر کے علم کے ساتھ اور یہ علم بھی ہو کہ قیام اَمر میں ترتیب کس طرح ہو گی۔“

شیخ التفسیر امام علاؤالدین علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ/ ۱۳۲۵ء) لکھتے ہیں،

”وقیل ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر انما یختص بالعلماء وولاۃ الامر“[1]

”اور کہا گیا ہے بیشک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علما اور اہل اقتدار کے ساتھ خاص ہے“

حضرت شیخ امام احمد مالکی لکھتے ہیں،

”فرض کفایہ ہے بعض کے عمل سے دیگر پر سے ساقط ہو گا۔“[2]

حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء) لکھتے ہیں!

”أن العماء التفقو علیٰ ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر من فروض الکفایات“.[3]

”بے شک علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فروض کفایات میں سے ہیں۔“

1۔ تفسیر خازن جلد ۱، صفحہ ۳۳۴، مطبوعہ بیروت۔

2۔ تفسیر صاوی علی الجلالین، جلد ۱، صفحہ ۱۷۱، مطبوعہ مصر۔

3۔ تفسیر روح المعانی جلد دوم، جزء ۴۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تفاسیر کے مطالعہ سے یہ واضح ہوا، کہ یہ امر ہر فرد معاشرہ کے لیے لازم نہیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ اصلاح و تبلیغ کا یہ عملِ خیر علماء اولیاء اللہ کے ذمہ ہے اور مختلف ادوار و زَمن کے عام حالات میں یہ فرض منصبی عُلماء دین اور مشائخ نے اَدا کیا اور ادا کرتے رہیں گے۔

ہر زمانہ میں خیر و شر ایک دوسرے کے مقابل رہے ہیں جس کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ فسق و فجور کے فتنوں سے آلودہ ہوتا رہتا ہے، عقیدہ و عمل میں فساد کے باعث خالص دین پر عاملین کی تعداد بہت کم رہ جاتی ہے ایسے پُر آشوب دور میں کلمہ حق کہنے کے لیے طاغوتی قوتوں کی بیخ کنی کے لیے، مسلمانوں کی اصلاح کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ شانہ اُمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں مصلحین پیدا فرماتا ہے۔ ہر صدی سے متعلق بعض خصوصی شرطوں کے حامل مصلحین کو "مُجَدِّدِین" کہا جاتا ہے۔ جن کے بارے میں آقائے دوجہاں مالک کون و مکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان حق ترجمان سے بشارت عطا فرمائی ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حدیث مبارکہ مُجدّد کے بارے میں

www.ziaetaiba.com

حدثنا سلیمان بن داؤد المهری نا ابن وهب اخبرنی سعید بن ابی ایوب عن شراحیل بن یزید المعافری عن ابی علقمه عن ابی هریره فیما اعلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال "ان الله یبعث لهذه

الامة علی راس کل مائة سنةٍ من یجدّد لها دینها قال ابو داؤد رواه عبدالرحمٰن بن شریح الاسکندرانی لم یجز به شراحیل.[1]

ترجمہ: ”امام ابوداؤد کہتے ہیں، ہمیں بتایا سلیمان بن داؤد مہری ان کو ابن وہب نے کہ مجھے خبر دی سعید بن ابی ایوب نے، انہوں نے روایت کیا شراحیل بن یزید العافری سے انہوں نے روایت کیا ابی علقمہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ”بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے آخر حصے پر ایک ایسے شخص کو قائم فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو از سرِ نو درست کر دیا کرے گا۔“ امام ابوداؤد (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن، ابن شریح اسکندرانی سے روایت کرتے ہیں اور شراحیل سے آگے تجاوز نہیں کرتے۔

اس حدیث شریف کو امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ / ۱۰۱۵ء) نے ”المستدرک“ جلد ۴، صفحہ ۵۲۲ (مطبوعہ بیروت) پر، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ / ۹۴۱ء) نے ”معجم الاوسط“ میں، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے ”جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر“ جلد اول صفحہ ۱۱۵ (مطبوعہ بیروت) پر، امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ / ۱۰۳۸ء) نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکامل“ میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ / ۱۰۶۶ء) نے ”المدخل“ اور ”المعرفۃ“ کے علاوہ ”مسند حسن بن سفیان“ اور ”مسند بزاز“ اور امام محمد بن عبداللہ شیخ ولی

1۔ سنن ابی داؤد جلد دوم صفحہ ۱۴۱۔

الدین تبریزی الخطیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ/۱۳۴۱ء) نے "مشکوۃ المصابیح "کتاب العلم صفحہ ۳۶ پر اور امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "جامع المسانید والسنن" کے تتمہ کی جلد ۳ صفحہ ۵۵۲ (مسند ابی ہریرہ کی حدیث رقم ۶۲۰۹ جبکہ جامع کی حدیث رقم (۱۵۴۵۱) پر بھی مرقوم ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"اتفق الحفاظ علی تصحیحه منهم الحاکم فی المستدرك و البهیقی فی المدخل ومن نصّر علی صحته من المتاخرین الحافظ ابن حجر وقد نهج المقدمون."[1]

"اس حدیث کی صحت پر حفاظ کا اتفاق ہے جن میں حاکم مستدرک میں اور بیہقی مدخل میں اور متاخرین میں حافظ ابن حجر اسقلانی شامل ہیں۔"

امام سیوطی نے درج ذیل حدیث بھی نقل فرمائی ہے۔

"قال سفیان بن عُیینه بلغنی انهٗ یخرج بکل مائة سنةً بعد موت رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم صص ء رجل من العلما بقوی الله به الدّین"[2]

"حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہر سو سال پر عُلماء میں سے ایک ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین کو قوت عطا فرمائے گا۔"

1۔ مرقات الصعود حاشیہ ابو داؤد جلد دوم ص ۲۴۱۔

2۔ عین الودود، جلد دوم شرح ابو داؤد صفحہ ۲۴۱۔

مُجدّد کیوں آتا ہے؟

متذکرہ احادیث کے مطابق ہر صدی کے آخر میں مجدّد تشریف لاتے رہے ہیں، جب عقیدہ و عمل میں فساد برپا ہوتا ہے اور معاشرہ فسق وفجور میں مُبتلا ہو جاتا ہے اور گمراہ گر مُفسدین اپنی ریشہ دوانیوں سے اسلامی معاشرہ میں ارتداد فی الدین کی تحریک فرسودہ تحقیق واجتہاد کے نام سے چلاتے ہیں جس کے نتیجے میں کتاب وسنت پر عمل ترک ہونے لگتا ہے، اور دین کی شکل مسخ ہونے لگتی ہے، تو مجدّد اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق علوم ظاہری (عقلیہ و نقلیہ) شریعت و طریقت اور علم لدّنی سے آراستہ اور جرأت واستقامت کے حُسنِ عمل سے پیراستہ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہو کر نیابت کا حق ادا کرتا ہے، دین کے چہرے پر پڑی گرد و غبار کو صاف کرکے اسکے چہرے کے حُسن کو نکھارتا ہے اہل ضلالت و بدعت کی بیخ کنی کرتا ہے، عقیدہ و عمل کے فساد کو دور کرکے خوش عقیدگی کو فروغ دیتا ہے، مجدّد کو اپنے کار منصبی کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ کی تائید وحمایت حاصل ہوتی ہے جبکہ ہم عصر عُلماء، اولیاء، اتقیاء، نقباء، نُجباء، صلحاء واصفیاء اور عرفاء کی معاونت ونصرت بھی حاصل ہوتی ہے۔

مجدد کس طبقے سے آتا ہے؟

www.ziaetaiba.com

قارئین پر یہ واضح رہے کہ مُجدّد صرف مذہب مہذب مسلک حقہ اہلسنّت وجماعت سے متعلق ہوتا ہے، اور صرف مرد ہو سکتا ہے، عورتیں ولیہ ہو سکتی ہیں مگر نبی یا رسول، مجدّد، خلیفۂ مملکت، امیر حج اور نماز باجماعت کی امام نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح دوسرے گروہوں اور فرقوں میں ولایت و امامت کا

تصور نہیں اسی طرح کارِ تجدّد کا یہ منصب بھی گمراہوں میں نظر نہیں آتا۔ ناجی گروہ اہلسنّت و جماعت کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کے لیے مجدد کا اسی طبقہ سے تعلق ضروری ہے۔

مُجدّد کی شناخت کیسے ہو؟

شیخ علی بن شیخ احمد عزیزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

"ان المجدد انما هو بغلبة الظن بقرائن احواله والانتفاع بعلمه."

"بے شک مجدد اپنے قرائن احوال (معاصرین) کے غلبۂ ظن اور اپنے علم کے عام فیض کے باعث پہچان لیا جاتا ہے کہ یہ مجدّدِ وقت ہے۔"

یہی شیخ مزید فرماتے ہیں،

"معنى التجديد الاحياء مما اندرس من العمل بالكتاب و السنة والامر بمنقتضاها"[1]

"تجدید سے مراد کتاب و سنت کا زندہ کرنا ہے جبکہ وہ مٹ رہا ہو اور اسکے تقاضوں کے مطابق نفاذ امر کرنا۔"

دسویں صدی کے مجدّد امام اہلسنّت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں!

"ای يبين السنة عن البدعة و يكثر العلم و يعز اهله وقمع البدعه و يكسر اهلها"[2]

1۔ سراج منیر شرح جامع الصغیر۔

2۔ مرقاۃ ملا علی قاری حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۔

www.ziaetaiba.com

"سنت کو بدعت سے علیحدہ واضح کرے گا اور علم کو بڑھائے گا اہل علم کو عزت دے گا اور بدعت کو مٹائے گا اور اہل بدعت کو گرائے گا۔"

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۰۳ھ / ۱۵۹۵ء) کار تجدّد کے حوالہ سے قریب یہی مفہوم بیان فرماتے ہیں،

ای بین السنة من البدعة ویذل اھلھا [1]

"سنت کو بیان کرے گا بدعت کو سنت سے الگ کر کے اہل بدعت کو ذلیل کرے گا۔"

ملک العلماء خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ظفر الدین محدث بہاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) فرماتے ہیں۔

"اور تجدید دین کے یہ معنٰی ہیں کہ ان میں ایک صفت یا چند صفتیں ایسی پائی جائیں جن سے امت محمدیہ کو دینی فائدہ ہو جیسے تدریس، وعظ امر بالمعروف نہی عن المنکر، لوگوں سے مکروہات کا دفع، اہل حق کی امداد، مجدد کے لیے خاص اہلبیت سے ہونے کی ضرورت نہیں نہ مجتہد ہونا لازم، لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ، عالم، فاضل، علم و فن کا جامع، اشہر مشاہیر زمانہ، بے لوث حامی دین، بے خوف، قامع مبتدعین ہو حق کہنے میں خوف لومتہ لائم ہو نہ دین کی ترویج میں دنیوی منافع کی طمع، متقی، پرہیز گار، شریعت و طریقت کے زیور سے آراستہ اور رزائل و خلاف شرع سے دل برداشتہ ہو۔ [2]

1۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر جلد دوم صفحہ ۳۵۷ مطبوعہ بیروت۔

2۔ ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد امام احمد رضا نمبر صفحہ ۴۴، ۴۵۔

مولوی ابولحسنات محمد عبد الحئ لکھنوی متوفی (۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۴ء) اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں!

"شیخ الاسلام بدر الدین ابدال "رسالہ مرضیۃ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔ مجدّد وہ شخص ہو گا کہ قرائن احوال سے ہمعصر لوگوں کو اس کے بارے میں غلبۂ ظن ہو جائے اور اس کے علم سے فائدہ پہنچ رہا ہو اور وہ علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا عالم ہو، احیاء سنت اور ردّ بدعت اس کا مشغلہ ہو۔ کبھی ہر صدی میں ایک ہوتا ہے جیسا کہ پہلی صدی میں تنہا عمر بن عبد العزیز اور دوسری صدی میں امام شافعی ہیں کیونکہ محققین کا ان کے بارے میں اپنے ہمعصروں سے اعلم ہونے پر اجماع ہے اور کبھی مجدّد، دو (۲) یا جماعت بھی ہو سکتی ہے اگرچہ کسی ایک پر تمام قوم کا اجماع نہ ہو سکے اور کبھی کبھی صدی کے درمیان بھی مجدّد سے افضل کسی کا وجود ہو جاتا ہے، لیکن عام مجدّد صدی کے آخری میں ہی ہوتا ہے کیونکہ عموماً صدی کے اختتام تک عُلماءِ امت گذر جاتے ہیں تو احکام کی پامالی اور بدعات ظاہر ہونے کی وجہ سے تجدید دین کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ سابقہ مجدّد کی جگہ دوسرا بھیج دیتا ہے۔ جو پیدا شدہ خرابیوں کو دور کر دیتا ہے اور علی الاعلان برائیوں کی بیخ کنی کر کے دین کی تجدید کرتا ہے وہ سلف صالحین کا بہتر عوض، خیر الخلف اور نعم البدل ہوتا ہے۔"[1]

www.ziaetaiba.com

مجدّد ایک صدی کے آخر اور دوسری کے آغاز میں مرکز و مرجع ہو گا:

نویں صدی کے متفقہ مجدّد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) مجدّد کی پہچان و معرفت اور اس کے وجود کی افادیت کو اُجاگر کرتے

1۔ مجموعہ فتاویٰ عبد لحئ صفحہ ۱۱۶-۱۱۵۔ حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۲۳-۵۲۲۔

ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"قال ابن الاثیر اختلف العلماء فی تاویل ھٰذا الحدیث کل واحد فی زمانه و اشاروا الی قائم الذی یجدد للناس دینهم علی راس کل مائة سنة و کان کل قائم قد مال الیٰ مذهبه وذهب بعض العلماء الیٰ ان الاولیٰ ان یحمل الحدیث علی وجه العموم فان قوله صلی الله علیه وسلم من یجدد لها دینهالا یلزم منه ان یکون المبعوث علی راس المائة واحد بل قدیکون واحد او قدیکون اکثر فان انتفاع الامة بانفعها و ان کان انتفا عافی امور الدنیا فان انتفا عهم بغیرهم ایضاً اکثر مثل اولی الامرو اهل الحدیث والقراء والو عاظ و اصحاب الطبقات فی الزهد ینفعون بفن لا ینفع بها ینفع بهااذالآخر اذا الاصل فی حفظ الدین حفظ قانون السیاسة وشاعة العدل الذی بضبط الروایات والزهادوینفعون بالمواعظ والحث علی الزوم التقوی والزهد فی الدنیا فالاحسن والاجود ان یکون ذالك الی حدوث جماعة من الاکابر المشهورین علی راس کل مائة سنة یحفظ دون الناس دینهم و یحفظونه علیهم فی اقطار الارض ولکن الذی ینبغی ان یکون المبعوث علی راس المائة رجلاً مشهوراً معروفاً مشاراً الیه فی فن من ھٰذہ الفنون و قد کان قبل کل مائة ایضاً من یقوم بامر الدین و انما المراد بالذکر من انقضت المائة وهو حیّ عالم مشهور مشار الیه."[1]

1۔ مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد۔

"ابن اثیر نے کہا کہ عُلماء نے اس حدیث (تجدّد) کی تاویل میں ہر ایک نے اپنے زمانہ میں اختلاف کیا اور اشارہ کیا اس شخص کی طرف جو صدی کے سرے پر دین کی تجدید میں لگا ہو، تو ہر ایک اپنے مذہب کے حامی و ناصر کی طرف مائل ہوا۔ اور بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ اس حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک "من یجدّد لھا دینھا" کا اقتضایہ ہرگز نہیں کہ صدی کے سرے پر فقط ایک ہی شخص مجدد ہو بلکہ کبھی ایک ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زائد، اس لیے کہ امت کا اصل انتفاع "امور دین" میں ہے لیکن اس کے سوا دوسرے امور میں بھی بہت انتفاع ہوتا ہے مثلاً اولوالامر، اہل حدیث (یعنی حفاظ و خدام حدیث) قراء، واعظین، عابد، زاہد لوگ اپنے اپنے فنون سے ایسا نفع امت کو پہنچاتے ہیں جو دوسرے سے ممکن نہیں اس لیے کہ اصل حفظ دین میں "قانونی سیاست" ہے اور "اشاعتِ عدل و انصاف" جس کی وجہ سے ضبط روایات ہوتی ہے اور زہّاد اپنے وعظوں سے امت کو نفع پہنچاتے اور لوگوں کو تقویٰ پر ابھارتے ہیں اور دنیا میں زہد سکھاتے ہیں تو بہتر اور ٹھیک بات یہ ہے کہ من یجدّد سے اکابر مشہورین کی ایک جماعت کی ہر صدی پر ظہور و حدوث کی طرف اشارہ ہو، جو لوگوں کے دین کی حفاظت کریں اور برائیوں اور خرابیوں، بے دینی اور بدمذہبی کو بتا کر دین کی تجدید کریں لیکن بایں ہمہ یہ ضرور ہے کہ مجدّد وہ ہی شخص ہو گا کہ صدی کے شروع میں مشہور عالم، معروف مشارٌالیہ ہو یعنی ان فنون میں سے کسی فن میں لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوں ورنہ صدی کے شروع ہونے کے قبل بھی ضرور ایسے علماء ہوں گے جو دین کی خدمت میں منہمک ہوں، لیکن مجدّد سے مراد یہ ہے کہ جس وقت صدی

ختم ہو اور دوسری صدی شروع ہو، اس وقت وہ عالم معروف و مشہور، زندہ اور مشارٌ الیہ (یعنی لوگ اس سے رجوع کریں) ہو۔"

ایک وقت میں ایک سے زائد مجدّد ہوسکتے ہیں یا کار تجدّد کے معاون ہوسکتے ہیں

گیارہویں صدی کے معاون مجدّد شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) حدیث مُجدّد کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر لوگوں نے اس حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ اس سے ایسا شخص مراد ہوتا ہے جو اپنے اہل زمانہ میں تجدید و نصرت دین، ترویج و تقویت سنت، بدعت کی بیخ کنی، علم کی اشاعت اور کلمۃ السلام کی بلندی کے لیے ممتاز ہوتا ہے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہر صدی کے لیے ایک ایک مجدد متعین کیا ہے اور کہا ہے کہ پہلی صدی کے لیے فلاں مجدد تھے اور دوسری کے لیے فلاں۔ بعض کہتے ہیں کہ شخص معین کے بجائے عموم پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے خواہ ایک شخص ہو خواہ جماعت، کہ کلمہ "مَن" واحد و جمع دونوں کے لیے آتا ہے۔ نیز تجدید دین کا یہ کام صرف علماء اور فقہاء کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ سلاطین، امراء، قرآ، اصحاب حدیث، زاہدوں، عابدوں، علماء نحو، ارباب سیر و تواریخ نیز اغنیاء، اسخیاء، جو علماء و صلحا پر اور مصارف خیر میں مال صرف کرتے اور دین کی ترویج و تقویت کا سبب بنتے ہیں بلکہ ان تمام گروہوں کو بھی شامل ہے جن کے وجود سے دین کو قوت اور کمال و رواج حاصل ہوتا اور اگر شہروں اور علاقوں

کا عموم بھی اختیار کرلیں کہ ایک زمانہ میں ایک شہر میں ایک ایسی جماعت سامنے آئے جو اس صفت سے ہو تو یہ بھی بعید نہیں۔ واللہ اعلم۔ [1]

بعض مفسدین نے بھی دعویٰ تجدید کیا مگر بے نقاب ہوئے

شیخ الحدیث والتفسیر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں۔

"اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء اور اولیاء ہوتے رہیں گے لیکن ہر صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے جو سنتوں کو پھیلائیں گے، بدعتوں کو مٹائیں گے، غلط تاویلوں کو دور کریں گے اور صحیح تبلیغ کریں گے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بنا پر بہت لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق مجدّد گنائے ہیں کہ پہلی صدی میں فلاں، دوسری میں فلاں، بہت مفسدوں نے بھی اپنے آپ کو مجدد کہا، مرزا غلام احمد قادیانی پہلے مجدد ہی بنا تھا پھر (کذّاب) نبی، حق یہ ہے کہ اس سے نہ کوئی خاص شخص مراد ہے نہ کوئی خاص جماعت، کبھی اسلامی بادشاہ، کبھی محدثین، کبھی فقہاء، کبھی صوفیا، کبھی اغنیاء، کبھی بعض حکّام، دین کی تجدید کریں گے کبھی ایک کبھی ان کی جماعتیں جو دین کی یہ خصوصی خدمت کرے وہی مجدد ہے۔ جیسے ایک زمانہ میں حضرت سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور فرمایا اور جیسے قطب الوقت حضرت مجدد الف ثانی

1۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب العلم جلد اول صفحہ ۵۱۱۔

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ یا اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے اپنی زبان اور قلم سے حق و باطل کو چھانٹ کر رکھ دیا۔"[1]

بالاکوٹ میں قتل ہونے والے مُجدّد نہیں تھے:

مولانا ابو الحسنات عبد الحیٔ صاحب لکھنوی ابن مولانا عبد الحلیم صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں:

"ازیں عبارات واضح شد کہ سید احمد بریلوی کی ولادت شان در ۱۲۰۱ھ بود و مرید شان مولوی اسمٰعیل دہلوی وغیرہ در مصادیق حدیث انّ اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃٍ من یّجدلھا دینھا داخل نیستند۔"[2]

ان اقوال سے (یعنی شیخ الاسلام بدر الدین اور شیخ جلال الدین سیوطی کی تصریحات) واضح ہو گیا کہ سید احمد بریلوی جن کی ولادت ۱۲۰۱ھ میں ہے اور ان کے مرید مولوی اسمٰعیل دہلوی وغیرہ اس حدیث شریف کے مصداق نہیں ہیں کیونکہ مجدد کی علامت یہ ہے کہ پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں اس کا نفع عام اور شہرت تام ہو، ان مباحث کی تفصیل علامہ ابن حجر عسقلانی کے رسالہ "الفوائد الحجۃ فی من یبعثہ اللہ لھٰذہ الامۃ" اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "متنبّہ بمن یبعثہ اللہ علی رأس المائۃ" میں دیکھنی چاہیے۔[3]

1۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول ۲۱۴۔
2۔ مجموعہ فتاویٰ عبد الحیٔ فارسی جلد دوم صفحہ ۱۵۱۔
3۔ فتاویٰ عبد الحیٔ کامل اردو ۱۶۱۔

عُلماء و صُلحاء کی ذمہ داری:

اللہ تعالیٰ عزّوجل کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم فساد امت برپا ہونے کے موقع پر عُلماء کی ذمہ داری سخت ترین تنبیہ اور وعید کے ساتھ بیان فرماتے ہیں،

پہلی حدیث:

”عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِیْ فَلْیُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔“ [1]

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب فتنے یا گمراہیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اللہ اس کا نہ تو فرض قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل۔“

دوسری حدیث:

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ حَدَّثَنِیْ کَثِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع جلد دوم صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ بیروت۔

يَقُوْلُ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ لَا يُنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِ النَّاسِ."

"ہم نے محمد بن یحییٰ سے اسمٰعیل بن ابی اویس سے، وہ کہتے ہیں مجھ سے کثیر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے والد سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری مردہ سنت کو زندہ کیا پھر لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اسے سب عمل کرنے والوں کے مساوی اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہو گی۔"

تیسری حدیث:

"عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا"[1]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دعوتِ ہدایت دی اسے پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہو گی، اور جس نے گمراہی کی دعوت دی اسے گمراہی کا اتباع کرنے والوں کے برابر گناہ ملے گا جبکہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہو گی۔"

1۔ صحیح مسلم دوم صفحہ ۳۴۱۔

مُجدّدو غیر مُجدّد میں فرق و امتیاز:

مجدّدِدین اور غیر مُجدّد علماء دین کے درمیان متعدد اوصاف میں مماثلت ہونے کے باوجود چند وجوہ کی بنا پر واضح امتیاز نظر آتا ہے۔ علم، زہد، تقویٰ، استقامت، بے خوفی، للّٰہیت، اخلاصِ نیت اور تلامذہ و مریدین کی کثرت جیسے اوصاف دونوں میں یکساں ہوسکتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ غیر مجدد اپنی قوت استنباط کے باعث مجتہد اعظم ہو اپنے نسب کے اعتبار سے سیّد بھی ہو، قطب وقت ہو، صاحبِ کشف و کرامت بھی ہو لیکن کارِ تجدّد کی شرائط اگر معدوم ہیں تو مجدّد کے معاون تو ہوسکتے ہیں مجدد ہر گز نہیں ہوسکتے۔ مثلاً نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول سیّدنا اما عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا ظالم و جابر اور فاسق و فاجر حاکم یزید کے خلاف جرأت مندانہ اقدام جس کے نتیجے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلی صدی ۶۰ھ و ۶۱ھ میں حفاظت و احیائے دین کے لیے جو بے مثال قربانی خاندانِ اہلبیت نے پیش کی ہے اُس کا عشر عشیر بھی تاحال کہیں نظر نہیں آتا، امام عالی مقام رضی اللہ عنہ وعلیہ السلام امامُ المجدّدین ہیں۔ پہلی صدی کے حوالہ سے ضیاء المجدّدین کی جلد اول کے صفحات میں امام عالی مقام کی بارگاہ میں یہ فقیر اپنا نذرانۂ عقیدت و سپاس پیش کرکے اصل مضمون کا آغاز ان ہی کے جلیل الشان نام سے کرچکا ہے۔

www.ziaetaiba.com

آئمہ اہلبیت کرام علیہم الرضوان مثلاً سیّد سجّاد امام زین العابدین علی بن الحسین، سیّدنا امام محمد باقر، سیّدنا امام جعفر صادق، سیّدنا امام موسیٰ کاظم، سیّدنا امام علی نقی اور سیّدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہم وغیرہ میں متذکرہ علمی و روحانی اوصاف

موجود ہیں، علاوہ ازیں امام اعظم سیّدنا ابو حنیفہ، امام مالک، امام ابو یوسف، امام محمد امام زُفر رحمہم اللہ اجمعین میں بھی پائے جاتے ہیں، اپنے ہمعصروں میں ممتاز و فائق بھی ہیں، رُشد و ہدایت کے منصب جلیلہ پر فائز بھی ہیں، تاہم شرائط تجدید مفقود ہونے کے باعث اصطلاحاً مُجدّد نہیں کہا جائے گا۔ مُجدّد کے لئے سیّد و مجتہد ہونا بھی ضروری نہیں، البتہ اس کی ذات علوم معقول و منقول کی جامع دلیل، درس و تدریس اور زہد و تقویٰ کے وصف جمیل، امر بالمعروف و نہی عنِ المنکر اور استقامت و عزیمت کے وصف جلیل سے متصف ہوتی ہے۔ بدعت و ضلالت پر قدغن اور احیائے سُنت کے مشن کا دورانیہ ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز تک پھیلا ہوا ہوتا ہے، مجدّد کی ولادت جس صدی میں ہوتی ہے اُس صدی کے اختتام سے قبل مجدّد صاحبِ علم و فضل اور مصلح دین و ملت کے طور پر معروف ہو جاتا ہے اس کی ذات عوام و خواص کے لیے مرجع و مرکز ہوتی ہے، مجدّد کا سانحۂ رحلت دوسری صدی میں کسی بھی وقت ہو (حیات کا تعلق جس صدی سے ہو گا ممات کا تعلق اس سے متصل دوسری صدی سے ہو گا۔) لیکن یہ طے شدہ اَمر ہے کہ جس طرح مجدد کی حیاتِ مقدس دو صدیوں میں تقسیم ہوتی ہے، اسی طرح کارِ تجدید و احیائے دین بھی دو صدیوں پر تقسیم و محیط ہوتا ہے۔

مُجدد فردِ واحد یا جماعت یا حاکم وقت:

مجدد فرد واحد بھی ہو سکتا ہے اور ایک سے زائد افراد یا جماعتِ مجتہدین و محدثین بھی۔ احیائے دین و ملت کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد فقیر راقم آثم یہ لکھتا ہے، زمانہ میں جس نوعیت کا فساد اور فسق و فجور مفسدین کی جانب سے

برپا ہوتا ہے ان مفسدین کے مقابلہ کے لیے بہ تقاضائے عہد و زمانہ مجدّدین جُملہ علوم وفنون سے مزین و مسلح ہوتے ہیں، ایک مجدّد کے سانحۂ ارتحال کے بعد کچھ عرصہ قوم کا سفینہ صحیح سمت رواں رہتا ہے، اس عرصے میں عُلماء و صلحاء اور اولیاء و اتقیاء راہنمائے قوم کے اعتبار سے اپنا کردار ادا کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ بتدریج اکابر عُلماء امت دنیا سے رخصت ہوتے ہیں اور انہی کے تلامذہ و مُنتسبین پر مبنی اکابر علماء کی جماعت کے عنفوان شباب کے موقع پر صدی کا تقریباً عہد ثلث (تین دور) گذر جاتا ہے اور صدی کے ربع آخر (چوتھائی) میں نئے فتنے کا آغاز ہوتا ہے اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے (بطور معجزہ نبی آخر الزماں ﷺ) مجّدد کو ظاہر فرماتا ہے۔ ہر صدی میں نت نئے فتنے ظاہر ہو سکتے ہیں، عالم اسلام کے طول عرض میں بہ اعتبار جغرافیہ مختلف علاقوں میں مختلف فتنے برپا ہو سکتے ہیں اور اس کے قلع قمع کے لیے ایک وقت میں متعدد مجدّد ہو سکتے ہیں، کسی علاقہ میں ایک اور کسی دوسری ریاست و مملکت میں دو یا اس سے زائد بھی خالی از امکان نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے گمراہی و بدعات کی کثرت و اقسام کے باعث ہر شعبہ میں کارِ تجدید تقسیم ہونے کی وجہ سے مجدّدین کی ایک جماعت باطل سے نبرد آزما ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ علماء و مجددین کی جماعت کی راہنمائی کے نتیجہ میں حاکمِ وقت حق و صواب قبول کرے اور فتنوں کی مکمل بیخ کنی میں کامیابی حاصل کرے کیوں کہ مملکت کے وسائل بھرپور قوت کے حامل ہوتے ہیں۔ فتنوں کا سر کچلنے کے لئے طاقت کا استعمال بھی ضروری ہوتا ہے اس لیے یہ بعید از امکان نہیں کہ فرمانروائے مملکت بھی مجدّد ہو سکتا ہے، جیسا کہ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ، عباسی

خلیفہ قادر باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بطورِ مجدّد جبکہ الملک العادل سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ بطور معاون مجدّد ہوئے ہیں۔

مجددین کی فہرست

پہلی صدی: حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز، خواجہ حسن بصری، سیدنا امام باقر

دوسری صدی: سیّدنا امام شافعی، امام حسن بن زیادہ حنفی، اشہب مالکی، حضرت معروف کرخی، حضرت امام علی رضا، حضرت یحییٰ بن معین

تیسری صدی: حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، امام ابو جعفر طحاوی حنفی، امام ابو الحسن اشعری، امام ابو منصور ماتریدی، امام محمد بن جریر طبری، قاضی ابو العباس احمد بن شریح شافعی، امام عبد الرحمن نسائی، امام ابو یعلیٰ احمد موصلی

چوتھی صدی: حضرت ابو بکر محمد خوارزمی حنفی، عباسی خلیفہ حضرت قادر باللہ، امام ابو بکر بن طیب باقلانی، حضرت ابو حامد اسفرائنی، حضرت ابو الطیب صعلوکی

پانچویں صدی: حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی، امام فخر الدین حنفی، امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک الجوینی، امام ابو اسحق شیرازی، حضرت خواجہ یوسف ہمدانی

www.ziaetaiba.com

چھٹی صدی:	امام فخر الدین رازی حنفی، سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت عبد الرحمن بن جوزی محدث، سلطان نور الدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی
ساتویں صدی:	امام تقی الدین ابن دقیق العبد، شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام، حضرت مولانا جلال الدین رومی، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز، حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت شیخ عمر شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت غوث بہائو الدین زکریا ملتانی، بادشاہ وقت سلطان التمش، حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر
آٹھویں صدی:	امام زین الدین عراقی، علامہ شمس الدین جزری، امام سراج الدین بلقینی، شاہ سمنان حضرت اشرف جہانگیر سمنانی
نویں صدی:	امام جلال الدین سیوطی شافعی، امام شمس الدین سخاوی، شیخ محمد شمس الدین حنفی
دسویں صدی:	امام ملا علی قاری حنفی، امام شہاب الدین رملی، امام شیخ علی متقی بن حسام الدین، شیخ محمد طاہر پٹنی
گیارہویں صدی:	امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی، شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، حضرت میر عبد الواحد بلگرامی، علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی

بارہویں صدی: ابو المظفر محی الدین اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی، حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی، حضرت شیخ غلام نقشبند لکھنوی، قاضی محب اللہ بہاری، امام عبد الغنی نابلسی، امام ملا احمد جیون، امام محمد عبد الباقی زرقانی مالکی، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، حضرت شاہ فقیر اللہ علوی افغانی ثم سندھی

تیرہویں صدی: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ غلام علی دہلوی، حضرت شیخ محمد راشد سائیں روضے دھنی، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، علامہ فضل حق خیر آبادی، خواجہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت شاہ آل رسول مارہروی، حضرت شاہ فضل رسول بدایونی

چودھویں صدی: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث و محقق بریلوی، حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت شیخ محمد اسماعیل یوسف نبہانی

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام اہلسنّت کا مجدد ہونا حسن صورت یا امارت یا ریاست یا کثرت تلامذہ وحلقہ ارادت کی وسعت غرض کہ اس قسم کے دوسرے عوارضات پر مبنی نہیں بلکہ کشور علم کا تاجدار جس وقت سیف قلم لے کر رزمگاہ حق و باطل میں اُترا ہے اپنے تو اپنے غیروں نے بھی گھٹنے ٹیک دیے اور تجدید نام ہی ہے انسان کی اس صفت راسخہ کا، جس کی قوت سے وہ وقت کی بڑی سے بڑی طاقت پر قابو یافتہ ہو کر حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے۔[1]

1۔ ماہنامہ پاسبان، الہ آباد کا امام احمد رضا نمبر صفحہ ۳۱۔

www.ziaetaiba.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۳۴۰ھ کے بعد آپ کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا اور مفتی اعظم سیّدی مرشدی محمد مصطفی رضا خان اور تلامذہ وخلفاء نے اعلیٰ حضرت کے تجدیدی کارناموں کی ضیاء باریوں سے ہر ماہ وسال پر مبنی دور کو منور رکھا۔ چودھویں صدی کے نصف آخر سے لے کر پندرہویں صدی کے ربع اول تک عقائد باطلہ مختلف رنگ وروپ میں سامنے آتے رہے اور سبحان اللہ آج بھی کلک رضا خنجر خونخوار کی کاٹ کے آگے مفسدین دم توڑ دیتے ہیں۔

محترم قارئین! اس مختصر رسالے سے آپ پر یہ واضح ہو گیا کہ مجدد کون ہوتا ہے؟ کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں؟ رسالہ کے آخر میں فقیر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ پندرہویں صدی کا ربع اول یعنی پچیس برس گذر گئے ہیں، ابلاغیات کے جدید وسائل کے نتیجے میں دنیا سمٹ کر سامنے آگئی ہے، عالم اسلام کے پچاس سے زائد ممالک اور دیگر غیر مسلم ریاستوں و مملکتوں میں کوئی ایسی خانقاہ اور درسگاہ نہیں جہاں سے پندرہویں صدی کے مجدد کے موجود ہونے کی بازگشت سنائی دیتی ہو اور نہ ہی علماء حق نے وقت کے مجدد کی رونمائی کے لیے کوئی اہتمام کیا ہے۔ ان لمحات فکر میں فقیر دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہے۔

اول: یہ کہ اعلیٰ حضرت کے کار تجدد کا کمال یہ ہے کہ اس کا دورانیہ چودھویں دی تک ہی محدود و محیط نہ ہو بلکہ پندرہویں صدی میں بھی اسی شان تجدد کا فیض جاری ہو۔ اعلیٰ حضرت ظاہراً زندہ نہیں (لیکن بحیثیت قطب الارشاد وفائز بہ منصب ولایت کامل زندہ ہیں) مگر ان کی فکر زندہ ہے اور زندہ رہے گی اور اسی فکر کی ضو فشانیوں میں آنے والے مجددین کی منور جبینوں (پیشانیوں) کو دیکھا جا سکے گا۔

دوم: یہ کہ سیّدی مرشدی مفتی اعظم عالم اسلام محمد مصطفی رضا خان فقیہہ بریلوی نور اللہ مرقدہ پندرہویں صدی کے مجدد برحق ہیں۔ جس طرح اعلیٰ حضرت کی ذات مرجع العلماء کرام و مفتیان عظام رہی، ایسا ہی حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کرنے والے عرب و عجم سے تعلق رکھتے تھے۔ سادات مارہرہ شریف کے نزدیک آپ مادر زاد ولی تھے۔ ۱۳۱۰ھ تا ۱۴۰۲ء پر محیط آپ کی مبارک زندگی کی مختلف جہات، چند سطروں میں کیسے سما سکتی ہیں۔ مجدد کی ذات میں جتنے کمالات و اوصاف موجود ہوتے ہیں وہ بتمام و بکمال مفتی اعظم میں پائے جاتے تھے۔ دین پر استقامت و تصلب کے لیے آپ کی ذات ایک نمونہ اور علامت کے طور پر متعارف تھی۔ ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۶ء میں حکومت ہند نے مردوں کی نس بندی کے لیے افتاء کی مسندیں خریدیں۔ مفتیوں نے نس بندی کے جواز پر فتویٰ دیا اور اسلامیان ہند کے عقیدہ و عمل کے سفینے کو گرداب طوفان میں غرق کر دینے کے لیے تمام انتظامات کر دیے گئے کہ نائب غوث الاعظم، مفتی اعظم نے غرقابی سے بچایا۔ آپ کی صدائے حق کی گرج و گونج نے حکومت ہند کو ہلا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ نس بندی حرام ہے۔ حرام ہے۔ حرام ہے۔

ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ بریلی کے شمارہ نومبر، دسمبر ۲۰۰۲ء، کے صفحہ ۱۰۵ پر مولانا مفتی محمد شمشیر عالم رضوی کا مضمون شائع ہوا ہے، جس میں مفتی اعظم کو پندرہویں صدی کا مجدد قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں اکثر اسلامیان ہند اس بات سے متفق ہیں۔

تاحال فقیر نے متذکرہ مضمون کا کوئی جواب نہیں دیکھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی اعظم کے مجدد ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اس صدی میں تجدید و احیاءِ دین کی قیادت کا پرچم کسی امیر یا غریب اور کسی مرد شباب و انقلاب کے ہاتھ میں نہیں بلکہ آل رحمن ابو البرکات، محی الدین محمد مصطفی رضا خان بریلوی قدس سرہ کے ہاتھ میں ہی رہا اور انہی کے خانوادہ میں اس پرچم کو تاج الشریعۃ حضرت مفتی محمد اختر رضا الازہری دام فیوضہم القدسیہ نے بلند کیا ہوا ہے۔

www.ziaetaiba.com

اثبات المولد والقیام

قطب الارشاد حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی فرماتے ہیں:

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل پوچھنے والے اے عالموں!

یادرکھو! میلادشریف کی محفل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وفات کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے۔ لہٰذا تمہارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں اگر تم مسلمان ہو اور محبوب رب العالمین سیّدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سننے کا شوق ہے تو (ہمارے) پاس آؤ اور سنو (تاکہ) تمہیں پتہ چلے کہ ہمارا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے۔ محفل میلاد وعظ و نصیحت ہے اس کے لیے جو کان لگائیں اور متوجہ ہوں۔

ہم تمام ملت اسلامیہ کو لمحۂ فکریہ دیتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت میں عید میلادالنبی ﷺ پر اظہار مسرت کرتے ہوئے ایک دوسرے کو ہدیۂ تہنیت وتبریک پیش کریں۔

www.ziaetaiba.com

منجانب

انجمن ضیاءطیبہ